اِزالۃ الاوہام

جلد ۱

متکلم اسلام، محقق مذاہب عالم، مجاہدِ حق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی ردِ عیسائیت پر فارسی زبان میں سب سے پہلی نایاب کتاب جو موصوف نے ۱۲۶۹ھ ۱۸۴۸ء میں تصنیف کی جس میں عیسائیت کے بڑے اعتراضات کے الزامی تحقیقی، عقلی ونقلی، مکمل ومدلل، جامع ومسکت جوابات دیے گئے ہیں نیز مسئلہ تثلیث اور بشارات محمدی ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔



تالیف

متکلم اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ وتقدیم شرح وتحقیق

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

تقریظ پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دار العلوم کراچی

اِزَالَۃُ الْاَوْہَام

جلد ۱

متکلمِ اسلام، محققِ مذاہبِ عالم، مجاہدِ حق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کی ردِّ عیسائیت پر فارسی زبان میں سب سے پہلی نایاب کتاب جو موصوف نے ۱۲۶۹ھ/۱۸۴۸ء میں تصنیف کی جس میں عیسائیت کے بڑے اعتراضات کے الزامی تحقیقی، عقلی و نقلی، مکمل و مدلل، جامع و مسکت جوابات دیے گئے ہیں نیز مسئلہ تثلیث اور بشاراتِ محمدی ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

تالیف

متکلمِ اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ و تقدیم شرح و تحقیق

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

تقریظ پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دار العلوم کراچی

ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اسکا ذکر ہوتا نہ کہ صرف اہل اسلام نیز پورے عالم میں اسکا مشاہدہ کیا جاتا اور آیت قرآنی اقترب الساعة وانشق القمر کا جو معنی تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انشقاق قمر علامتِ قیامت میں سے ہے جو اس روز ظاہر ہوگی اسی لئے بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے سینشق القمر یوم القیامۃ پس انشقاقِ قمر کو محمد ﷺ کا معجزہ سمجھنا خود قرآن کی تکذیب کرنا ہے۔

جواب

اگر عیسائیوں اور ہندوؤں کی کتابوں میں از راہِ عناد و تعصب یہ واقعہ مذکور نہ ہوتو اس سے اس واقعہ کا جھوٹ ہونا لازم نہیں آتا اس لئے کہ جناب مسیح علیہ السلام کے تمام معجزات یہود کی کتابوں میں کہاں مذکور ہیں بلکہ مخالفین تو انکے قدم بقدم ایسے واقعات کو باطل قرار دینے کے درپے ہوتے ہیں اور اگر اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیں تو از راہِ عناد انکار کر دیتے ہیں اور سحر وغیرہ پر محمول کرتے ہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ یہود جنابِ مسیح علیہ السلام کے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود آنجنابؑ کا کس قدر سختی سے انکار کرتے تھے اور آنجنابؑ کے جِنات نکالنے کے بارے میں کہتے تھے کہ اس میں ''بَاعلز بول'' جو جنات کا بادشاہ ہے اسکا ہاتھ ہے(۱) اور یہ بات آج تک کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے خوارقِ عادات افعال ناپاک روحوں کے ذریعے ہوتے تھے اور اس ذاتِ مصدرِ حسنات کو تکالیف پہنچاتے تھے۔ اسی طرح آنجنابؑ کے حواریوں کو جو تکالیف پہنچائی گئیں ''رسولوں کے اعمال'' کے پڑھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔ پس کسی واقعہ کا سچا ہونا مخالفین کی کتابوں میں مندرج ہونے پر موقوف نہیں۔ اگرچہ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے لیکن اسلوبِ کتاب کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عہدِ عتیق وجدید سے

---

(۱) یعنی خود نہیں نکال سکتے تھے نہ یہ کوئی معجزے تھے بلکہ ملک الجنات کے تعاون سے ایسا ہوتا تھا۔

چند ایسے واقعات سپرِدِ قلم کرتا ہوں جن کے واقع ہونے کی صورت میں نہ تو پورے عالم میں اور نہ ہی اکثر ممالک میں اُنکا مشاہدہ ممکن ہے نیز یہ واقعات کتبِ مذکورہ کے علاوہ کسی فرقہ کی کتابوں میں مذکور نہیں۔

(۱) طوفانِ نوحؑ کا واقعہ

طوفانِ نوحؑ کا حال پیدائش باب ۷ آیت ۸ میں مفصل مذکور ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ چالیس دن اور چالیس رات زمین پر بارش ہوتی رہی اور پانی بڑھا اور اس نے کشتی کو اوپر اٹھالیا اور کشتی پانی کے اوپر تیرتی رہی اور پانی زمین پر بہت ہی زیادہ چڑھا اور سب اونچے پہاڑ جو دنیا میں ہیں چھپ گئے پانی ان سے پندرہ ہاتھ اور اوپر چڑھا۔ سب جانور جو زمین پر چلتے تھے پرندے' چوپائے' جنگلی جانور' زمین پر کے سب رینگنے والے جاندار اور سب آدمی مر گئے بلکہ ہر جاندار شئے جو روئے زمین پر تھی مر مٹی۔ کیا انسان' کیا حیوان' کیا رینگنے والا جاندار' کیا ہوا کا پرندہ یہ سب کے سب زمین سے ناپید ہوگئے۔ فقط حضرت نوح علیہ السلام باقی بچے یا وہ جو اُنکے ساتھ کشتی میں تھے اور پانی زمین پر ایک سو پچاس دن تک چڑھتا رہا پھر پانی رک گیا اور کم ہوگیا اور ساتویں مہینے کی سترہویں تاریخ کو کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی اور پانی دسویں مہینے تک برابر گھٹتا رہا اور دسویں مہینے کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آئیں'' انتہٰی ملخصاً

سورج ٹھہرنے کا واقعہ یشوع باب ۱۰ آیت ۱۲ میں اس طرح ہے ''اور اس دن جب خداوند نے اموریوں کو بنی اسرائیل کے قابو میں کر دیا یشوع نے خداوند کے حضور بنی اسرائیل کے سامنے یہ کہا اے سورج! تو جبعون پر۔ اور اے چاند! تو وادی ایالون میں ٹھہرا

رہ۔ اور سورج ٹھہر گیا اور چاند تھمار ہا جب تک قوم نے اپنے دشمنوں سے اپنا انتقام نہ لے لیا۔ کیا یہ آشر کی کتاب (۱) میں نہیں لکھا ہے؟ اور سورج آسمان کے بیچوں بیچ ٹھہرا رہا اور تقریباً سارے دن ڈوبنے میں جلدی نہ کی۔ اور ایسا دن نہ کبھی اس سے پہلے ہوا اور نہ اسکے بعد“

(۳) سورج پیچھے لوٹ جانے کا واقعہ

سلاطین دوم باب ۲۰ اور یسعیاہ باب ۳۸ میں مذکور ہے کہ جب حزقیاہ بادشاہ ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہوئے تو شفایابی کیلئے خداوند کے حضور گڑگڑانے لگے۔ جب اس دعا کی قبولیت حضرت یسعیاہ علیہ السلام کے ذریعے معلوم ہوئی تو انہوں نے حضرت یسعیاہ علیہ السلام سے پوچھا کہ میری شفایابی کی نشانی کیا ہے؟ یسعیاہ علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند کی طرف سے تیرے لئے یہ نشان ہوگا کہ اگر آپ کہیں تو سورج دس درجے آگے جائے اور اگر آپ کہیں تو سورج دس درجے پیچھے لوٹ جائے۔ حزقیاہ نے جواب میں کہا کہ سورج کا آگے جانا زیادہ مشکل نہیں ایسا نہ ہو بلکہ سورج کو دس درجے پیچھے جانا چاہیئے۔ اس پر یسعیاہ علیہ السلام نے دعا کی اور سورج کو دس درجے پیچھے کیا“ (۲)۔

(۴) ستارہ ٹھہر جانے کا واقعہ

(۱) یہ کوئی الہامی کتاب تھی جو کسی زمانے میں بائبل میں شامل تھی پھر اسکو خارج کردیا گیا پھر یہ دنیا سے ویسے ہی ناپید ہوگئی۔ اس طرح کی کئی گم شدہ کتابیں ہیں جن کا ذکر بطور ماخذ بائبل میں موجود ہے مگر بعد میں علماءِ اہل کتاب نے اُنکو جعلی قرار دیکر عہد قدیم سے خارج کردیا۔ جس طرح یہ کتابیں متروک یا گم ہوگئیں اسی طرح موجودہ کتابیں تحریف وتصحیف کا شکار ہوگئیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ مقدمہ تحریفِ بائبل بزبانِ بائبل۔ ص ۶۷۔ مصنفہ مولانا عبداللطیف مسعودؒ۔ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔ سن طباعت اکتوبر ۱۹۹۷ء

(۲) یہ متن مصنفؒ کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ موجودہ نسخوں میں یسعیاہ باب ۳۸ آیت ۱ تا ۱۰ میں یہ واقعہ مذکور ہے مگر عبارت میں اچھا خاصا تفاوت ہے تاہم نفسِ مضمون یعنی سورج کا دس درجے پیچھے لوٹ جانا مذکور ہے اور یہی مصنفؒ کا محلِ استدلال ہے۔

متی باب ۲ میں ہے کہ مجوسیوں نے جناب مسیح کا ستارہ مشرق کی جانب سے دیکھا تو یروشلیم آئے اور ہیرودیس بادشاہ سے اجازت لینے کے بعد بیتِ لحم یہودیہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہ ستارہ انکے آگے آگے چلا اور وہاں ٹھہر گیا جہاں وہ بچہ رہتا تھا (۱)

(۵) آسمان کُھل جانے کا واقعہ

متی باب ۳ میں جناب مسیح علیہ السلام کیلئے آسمان کا پھٹ کر کُھل جانا' آنجناب پر روح کا کبوتر کی صورت میں نازل ہونا مذکور ہے جسکا ذکر مقدمہ کے فائدہ دوم کے ذیل میں گذر چکا ہے نیز اعتراضِ سوم کے جواب میں بھی گذر چکا ہے (۲)

(۶) چند اور واقعات

متی باب ۲۷' مرقس باب ۱۵ اور لوقا باب ۲۳ میں جناب مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کا حال اس طرح مذکور ہے "پھر دوپہر کے قریب سے تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا۔ اور سورج کی روشنی جاتی رہی اور مقدس کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا" انتہی بلفظ لوقا۔ متی کے الفاظ یوں ہیں "اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں۔ اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے اور اسکے جی اٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیئے" انتہی (۳)۔

---

(۱) یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے متی باب ۲ آیت ۱ تا ۱۲ میں مفصل مذکور ہے۔ یہاں بھی ستارے کے رُک جانے کا واقعہ ظاہر ہوا۔

(۲) دیکھئے متی باب ۳ آیت ۱۶۔

(۳) دیکھئے متی باب ۲۷ آیت ۵۱۔ مرقس باب ۱۵ آیت ۳۳' ۳۷۔ لوقا باب ۲۳ آیت ۴۴۔

تجزیہ مصنفؒ

ان تمام واقعات میں سے پہلے تین واقعات پر جمیع یہود ونصاریٰ کا اتفاق ہے اور آخری تین واقعات تمام عیسائیوں کے نزدیک معتبر ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی واقعہ بھی نہ تو ہندوؤں کی کتابوں میں مذکور ہے اور نہ چینیوں اور مجوسیوں کی کسی کتاب میں مذکور ہے بلکہ آخری تین واقعات کا تو یہود کی کتابوں میں بھی کوئی ذکر نہیں۔ ہندوستان کے مشرک ہندو طوفانِ نوح کا انکار کرتے ہیں جو ایک عظیم حادثہ تھا کہ جسکا دورانیہ ایک سال تک رہا۔ توریت اور پطرس حواری کی اطلاع مندرج نامہ اول باب ۳ آیت ۲۰ کے مطابق بنی آدم میں سے آٹھ آدمیوں کے سوا کوئی نہ بچا۔ وہ دلیلِ انکار کے طور پر یہ بات پیش کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی بہت سی کتابیں ہیں جو زمانہ نوح علیہ السلام سے پہلے کی تصنیف ہیں اگر اس طرح کا کوئی طوفان ہوتا تو وہ کیسے باقی رہتیں؟ اور ہماری کتب میں اس طوفان کے ذکر کا نام ونشان تک نہیں۔ اسی طرح چین کے کفار نے بھی اس واقعہ کے انکار کی ''غلطی'' کی ہے۔ سورج کا آسمان میں پورے ایک دن تک ٹھہرے رہنا اور سایہ کا دس درجے تک پیچھے جانا آسمان کا پھٹنا' تمام روئے زمین کو پوری تاریکی کا ڈھانپ لینا اور آفتاب کا بے نور ہو جانا اور اس طرح کے دوسرے واقعات عجائبات میں سے ہیں۔ چونکہ یہ واقعات دن کو ہوئے اور دیر تک رہے لہٰذا لوگوں نے ان واقعات کو دیکھا ہوگا۔ اسی طرح ستارے کا آگے آگے جانا جو ایک عرصہ تک تھا امر عجیب ہے۔ جبکہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا رات کے وقت اور وہ بھی تھوڑی دیر کیلئے تھا۔ پس جہاں ان مذکورہ واقعات کا عدم اندراج بلکہ بعض کفار کا طوفانِ نوح کا انکار کرنا ان واقعات کے غلط ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ موافقین کیلئے ان اخبار کا تواتر

کیساتھ ثابت ہو جانا کافی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا جو تھوڑی دیر کیلئے تھا مخالفین کی کتب میں مذکور نہ ہونے کی وجہ سے اسے کذب پر محمول کیا جائے؟ جبکہ موافقین کے نزدیک یہ خبر تواتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہے اور ان اںکے نزدیک بلاشبہ ثابت ہے۔

معجزۂ شق القمر کا سبب وقوع

چاند کا دو ٹکڑے ہونا مکہ سے ہجرت کے پانچ سال قبل تھا سبب اس کا یہ ہوا کہ ایک یہودی اور ابو جہل رات کے وقت حضرت پیغمبر ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ ابو جہل نے معجزہ طلب کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ یہودی نے کہا کہ یہ شخص جادوگر ہے تو اس سے کہو کہ چاند کو دو ٹکڑے کر دے کیونکہ جادوگر کا آسمان میں تصرف و اختیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ ابو جہل نے یہی بات طلب کی۔ آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت اٹھائی اور چاند کی طرف اشارہ کیا چاند فوراً دو ٹکڑے ہو گیا آدھا ٹکڑا اپنی جگہ پر رہا اور آدھا دوسری جگہ چلا گیا۔ ابو جہل نے کہا اسے کہو کہ جڑ جائے حضور ﷺ نے اشارہ کیا اور دونوں ٹکڑے جڑ گئے۔ یہودی ایمان لے آیا مگر ابو جہل نے کہا کہ اس نے ہماری آنکھوں کو از راہ سحر باندھ دیا اور چاند کو دو ٹکڑے دکھایا۔ میں ان مسافروں سے پوچھوں گا جو سفر پر گئے ہیں کہ کیا انہوں نے یہ واقعہ دیکھا ہے جب پوچھا تو مسافروں نے کہا کہ ہاں ہم نے فلاں رات میں چاند کو دو ٹکڑے دیکھا اسکے باوجود ابو جہل ایمان نہ لایا۔ (۱)

رہا عیسائیوں کا یہ کہنا کہ اگر چاند دو ٹکڑے ہوتا تو پورے عالم میں اسکا مشاہدہ کیا جاتا میں کہتا ہوں کہ اول تو پوری دنیا میں اسکا مشاہدہ ہونا ضروری نہیں اس لئے کہ احتمال ہے کہ

(۱) شق القمر کے معجزہ کا سبب وقوع متعدد واقعات ذکر کیے گئے ہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ روح المعانی، مصنفہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ ج ۲۷ ص ۱۰۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔